# علمِ تصریف آیات- تعارفی مطالعہ

ہاجرہ مریم*

The Quranic pattern of expounding religious believes is to replicate its verses in different manners. The Quran asserts its standpoints at different places by repeating its verses with minor changes. Sometimes Quranic verses comprises on the same words but order of sentence is changed. Sometimes the Quran explains its principles by giving same examples with entirely new diction. After going through the Quran, its verses can be classified in three main categories keeping in view the Quranic methodology of replication; complete textual replication, Minor textual replication and Conotational replication. The Quranic miraculous language reveals its meaningfulness is different marvelous ways. One of the Quranic unmatchable ways to emphasize and affirm its teachings is to replicate its verses in an attractive and appealing style. The article gives handsome information on this Quranic method to impart its commandments. The literal and terminological meanings of the Arabic word "tasref" has been discussed in this article and introductory information has been produced to this Quranic method.

یہ ایک حقیقتِ نفسِ امری ہے کہ قرآن حکیم انسانی زندگی کے لیے مکمل کتابِ ہدایت ہے۔ یہ اللہ سبحانہ کی وہ آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ آج دنیا میں دوسری تمام الہامی کتابیں یا تو ناپید ہو چکی ہیں یا ان میں بہت سی تحریف واقع ہو چکی ہوئی ہے۔ اس لیے ان کے بارے میں اللہ کا کلام (word of God) ہونے کا دعویٰ درست نہیں ہو سکتا۔ صرف قرآن مجید ہی اللہ کی واحد کتاب ہے جو اپنی اصل حالت میں ہمارے درمیان موجود ہے۔

قرآن جو کہ اللہ کا کلام ہے، اس کے معجزہ ہونے کے کئی پہلو ہیں مثلاً یہ محفوظ کلام ہے۔ اس کا اعجازی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کامل ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اس میں ہدایات موجود ہیں۔ انسانی زندگی کو معاشرے میں عقائد، عبادات، معاشرت، اخلاقیات اور معاملات کے متعلق وہ مکمل رہنمائی دی گئی ہے جس کی دنیا میں رہتے ہوئے ضرورت پڑ سکتی ہے۔ قرآن کا اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بھی معجزہ ہونا ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن اپنے مخالفین کو چیلنج کرتا ہے اگر وہ اسے کلام ربانی نہیں سمجھتے تو اس جیسا کوئی اور کلام لے آئیں، خواہ دس سورتیں بلکہ ایک ہی سورۃ لے آئیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت واقعہ ہے کہ آج تک قرآن کے اس چیلنج کا جواب نہیں دیا جا سکا اور انشاء اللہ

* پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

قیامت تک اس کی نظیر لانے سے مخلوق قاصر رہے گی۔

قرآن کے الفاظ کی فصاحت، اس کے معانی کی بلاغت، اس کا اندازِ بیان اور اس کی اثر انگیزی سب معجزہ ہیں۔ اس میں عربوں کے مزاج کے مطابق خطیبانہ انداز پایا جاتا ہے اور لوگوں کے فہم کے قریب تر اسالیب بیان اختیار کئے گئے ہیں۔ اس میں کہیں اجمال واختصار ہے تو کہیں تفصیل و اطناب۔ کہیں اشارہ و کنایہ ہے تو کہیں تشبیہ و استعارہ۔ کہیں مثالوں سے کوئی بات سمجھائی گئی ہے تو کہیں قصص اور گذشتہ قوموں کے واقعات سے عبرت دلائی گئی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں تصریف آیات کا بھی اسلوب موجود ہے جسے مختلف مقامات پر استعمال کیا گیا ہے۔

## تصریف کے لغوی معنی:

کتب لغت کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تصریف" کا مادہ "ص ر ف" ہے اور یہ باب تفعیل سے مصدر ہے۔ اس باب کی یہ خاصیت ہے کہ اس میں کثرت، مبالغہ اور اہتمام پایا جاتا ہے۔ تصریف کے لغوی معنی "بار بار پھیرنے" کے ہیں اور مجازی یا اصطلاحی معنی "واضح کرنے" اور "تبنی" کے ہیں۔ قرآن میں اس کے استعمالات اور اسالیب سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

قرآنی لغت کے مشہور امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب "المفردات فی غریب القرآن" میں تصریف کے معنی درج ذیل بیان کیے ہیں:

"ردالشئی من حالۃ الی حالۃ، اوابدلہ بغیرہ----التصریف کالصرف الا فی التکثیر، واکثر مایقال فی صرف الشئی من حالۃ الی حالۃ، و من امر الی امر۔" (1)

"کسی چیز کو اس کی حالت سے دوسری حالت میں پھیر دینا، یا اسے کسی اور شے سے بدل دینا---تصریف کے معنی بھی وہی ہیں جو 'صرف' کے ہیں۔ البتہ تصریف میں 'صرف' سے زیادہ کثرت کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اس میں کسی چیز یا کام کا بہت زیادہ ایک حالت سے دوسری حالت میں پھرنا مراد ہے۔"

پھر امام صاحب مزید لغوی اور معنوی تشریح میں لکھتے ہیں:

"تصریف الریاح؛ ھو صرفھا من حال الی حال قال تعالیٰ، وصرفنا الایات۔"(الاحقاف،۲۷)۔(2)

"تصریف ریاح سے مراد ہے ہواؤں کو ایک حالت سے دوسری حالت میں پھیر دینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے۔" (الاحقاف: 27)

مشہور امام لغت ابن منظور افریقی اپنی کتاب 'لسان العرب' میں تحریر کرتے ہیں:

"الصرف: رد الشئی عن وجہہ--- تصریف الریاح: صرفها من جهة الى جحة--- وصرفنا الایات: ای بيناها۔" (3)

"لفظ 'صرف' کے معنی ہیں کسی چیز کا رخ پھیر دینا--- تصریف الریاح کا مطلب ہے ہواؤں کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دینا--- اور صرفنا الآیات کے معنی ہیں: ہم نے آیتوں کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔"

امام رازی جو کہ مشہور مفسر ہیں، تصریف کی لغوی بحث کرتے ہوئے اپنی تفسیر 'مفاتیح الغیب' میں رقم طراز ہیں:

"التصریف فی اللغة عبارة عن صرف الشئی من جهة الى جهة، نحو تصریف الریاح و تصریف الامور، هذا هو الاصل فی اللغة، ثم جعل لفظ التصریف كناية عن التبيين۔" (4)

"لغت میں تصریف کے معنی ہیں: کسی چیز کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیر دینا۔ جیسے ہواؤں کو پھیرنا یا معاملات اور کاموں کو پھیر دینا۔ یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔ پھر کنائے کے طور پر تصریف کو تبیین کے مضمون میں لیا جانے لگا جس کے معنی ہیں کسی چیز یا بات کو کھول کر بیان کرنا۔"

مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں واضح ہوا کہ تصریف کے لغوی معنی کسی چیز کو ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل دینے کے ہیں۔ یا کسی بات کو پھیر پھیر کر مختلف طریقوں سے بیان کرنا ہے تا کہ وہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔ گویا تصریف کے لغوی مفہوم "پھیرنا" اور "بدلنے" کے ہیں اور اس کا مجازی استعمال 'بیان کرنا' اور "واضح کرنا" ہے۔ قرآن حکیم کے اعتبار سے تصریفِ آیات لفظاً اور معناً دونوں معنوں پر مشتمل ہے۔

## تصریف کے اصطلاحی معنی:

علوم القرآن کی اصطلاح 'تصریف' کے بارے میں اہل علم کی درج ذیل آراء ہیں:

امام باقلانی نے کلام میں 'تصریف' کو اس کے معنوی اعتبار سے لیا ہے اور اس کی یہ تعریف بیان کی ہے:

" واما التصریف فھو: تصریف الکلام فی المعانی کتصریف فی الدلالات المختلفة"(5)

"تصریف کسی کلام کو مختلف معنی میں پھیرنا ہے جس طرح مختلف دلالات میں پھیرا جاتا ہے۔"

امام موصوف کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تصریف کو جب اس کے معنی و مراد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس میں کسی کلام کے مضمون کو پھیر پھیر کر بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ ایک ہی مضمون کے کئی مختلف مفاہیم و مطالب مراد لیے جاتے ہیں۔

السلجماسی نے تصریف کی تعریف یوں کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ان التصریف مقول وضعا بمعنی التغییر و بیان نسبة النقل من جمہوری الاستعمال بین بحیث تخطیه الی الفاعل، فالفاعل ھو : اعادة اللفظ الواحد بنوع المادة فقط فی القولین، ببنائین مختلفی الصورتین مرتین فصاعدا وبالجملة فھو لفظ یشتق من لفظ، وھذا النوع فی القول، اذا استعمل فی موضعه و وقع منه فی موقعه رونق وحلاوة وروعة وطلاوة، وللنفس نحوه ارتیاح واھتزاز، وله فیھا تاثیر بین واستفزاز اقتضی له ذلک المزیة علی التجنیس، والفضل فی الجنس علیه، لاخذه من المعنی بقسط، وضربه فیه بنصیب، وذلک واضح جِدًّا۔"(6)

"تصریف کا لفظ اصل وضع کے اعتبار سے تغییر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور فاعل کی طرف تجاوز کرنے کے اعتبار سے اس کا عام استعمال سے انتقال کی نسبت کو بیان کرنا واضح ہے۔ اور فاعل سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی لفظ کو صرف مادہ کی نوعیت سے دو جملوں میں ایک یا زیادہ دفعہ ایسے دو وزنوں کے ساتھ دہرانا جو شکل و صورت میں مختلف ہوں۔ بالاختصار وہ ایسا لفظ ہے جو کسی دوسرے لفظ سے مشتق ہو اور اس قسم کے جملہ کے لیے جب اسے اپنے محل میں استعمال کیا جائے اور وہ اپنے مقام میں واقع ہو تو اس کے لیے رونق، شیرینی، تاثیر اور تازگی پیدا ہو جو دلوں کے لیے باعثِ راحت و اطمینان ہو اور ہم جنس الفاظ کے اثرات سے بڑھ کر ہو۔ کیونکہ اسی صورت میں الفاظ کے معانی سے انصاف ہو سکتا ہے اور مراد بھی واضح ہوتی ہے اور یہ کھلی حقیقت ہے۔"

اس میں مصنف نے تصریف کی لغوی تشریح کے ساتھ ساتھ اس کے مختلف استعمالات کی وضاحت بھی کر دی ہے جس سے کلام میں وہ تاثیر اور تازگی پیدا ہو جاتی ہے جو متکلم کی مراد ہوتی ہے۔

محمد بن علی ،شوکانی نے تصریف کے مختلف پہلوؤں اور زاویوں کی نشاندہی کرتے ہوئے یوں تعریف کی ہے۔

" والتصریف : المجیء بہا علی جہات مختلفۃ ، تارۃ انذاز، وتارۃ اعذار، وتارۃ ترغیب، وتارۃ ترہیب۔" (7)

"تصریف سے مراد ہے مختلف انداز سے ایک اسلوب کے بعد دوسرا اسلوب اختیار کرنا۔ جیسے کبھی ڈرانے، کبھی اتمام حجت، کبھی ترغیب اور کبھی ترہیب کے لیے کسی مضمون کو کئی طریقوں سے بیان کرنا۔"

ابو حفص سراج الدین عمر نے 'اللباب فی علوم الکتاب' میں تصریف کی یہ تعریف نقل کی ہے:

"التصریف کنایۃ عن التبیین : لان من حاول بیان شئ، فانہ یصرف کلامہ من نوع الی نوع آخر، ومن مثال الی مثال آخر: لیکمل الایضاح، ویقوی البیان۔" (8)

"تصریف دراصل کنایہ ہے تبیین سے، کیونکہ جب کوئی شخص کسی چیز کو بدل کر بیان کرتا ہے اور اس کو ایک قسم سے دوسری قسم میں پھیرتا ہے۔ مختلف مثالیں دیتا ہے تاکہ وضاحت ہو اور بیان پختہ ہو۔"

اس تعریف کو جامع قرار دیا جاسکتا ہے۔ ابو حفص عمر نے تصریف کے مرادی معنی بیان کرتے ہوئے تصریف کے کئی دوسرے پہلوؤں کی تفصیل بھی کر دی ہے اور اسے تبیین کا کنایہ قرار دیا ہے۔

اردو زبان میں لکھی گئی تفسیر میں بھی تصریف لغوی اور اصطلاحی معنوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی تفسیر "تدبر قرآن" میں صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

"تصریف کے معنی گردش دینے کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد کسی حقیقت کو مختلف اسلوبوں اور گوناگوں طریقوں سے پیش کرنا ہے۔ مثلاً توحید ہی کا مضمون قرآن میں اتنے مختلف اسلوبوں اور طریقوں سے بیان ہوا ہے کہ غبی آدمی بھی، اگر ہٹ دھرم نہ ہو تو، اس کو ذہن نشین کر سکتا ہے۔"(9)

اس میں مصنف نے تصریف کے لغوی معنی کے ساتھ اس کی یہ وضاحت پیش کی ہے کہ اس سے مراد کسی ایک مضمون کو کئی طریقوں اور اسلوبوں سے بیان کرنا ہوتا ہے تاکہ ہر قسم کے ذہنی سطح کے لوگ اسے بخوبی سمجھ سکیں۔

مذکورہ بالا تعریفات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ علمائے کرام میں سے کسی نے تصریف کے لغوی معنی پر زور دیا ہے، کسی نے اس کے ساتھ اس کے اصطلاحی معنی بھی بیان کیے ہیں۔ بعض نے اس کے مجازی اور مرادی معنی بھی شامل کیے ہیں بعض نے اس کی وضاحت میں مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے اور اس کے بعض ذیلی اسالیب کی نشاندہی کی ہے جیسے ترغیب وترہیب، قصص اور امثال وغیرہ۔

## تصریفِ آیات---اہلِ تفسیر کی نظر میں:

تصریفِ آیات جو کہ علومِ قرآن ہی کا ایک مبحث، ایک اصطلاح اور ایک قرآنی اسلوب ہے۔ اہلِ علم نے تصریف آیات کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اس کے مفہوم ومطلب کی وضاحت کی ہے۔

اس سلسلے میں چند حوالے ذیل میں دیئے جارہے ہیں:

تفسیر طبری میں تصریف کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

"﴿وصرفنا الآيات﴾ يقول : وعظناهم بانواع العظات، وذكرناهم بضروب من الذكر والحجج۔"(10)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے کا مطلب ہے ہم نے ان کو آیات میں مختلف قسم کی نصیحتیں کی ہیں اور ان کو ہر طرح کے دلائل اور سمجھانے کے طریقوں سے سمجھایا ہے۔"

اسے سے یہ معلوم ہوا کہ امام المفسرین طبری کے نزدیک تصریف آیات کا مفہوم یہ ہے کہ کسی مضمون کو طرح طرح کے دلائل اور طریقوں سے بیان کیا جائے تاکہ اس کی تفہیم آسان ہو۔

تفسیر ثعلبی، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن میں بیان کیا گیا ہے:

"﴿وصرفنا الآيات﴾ الحجج والبينات وانواع العبر والعظات۔" (11)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے۔ واضح دلائل، روشن نشانیوں، عبرتوں اور نصیحتوں کے ساتھ آیات کو لائے ہیں۔"

گویا ثعلبی نے 'تصریف آیات' کی اصطلاح کو زیادہ وسیع معنوں میں لیا ہے اور اس کے اندر دلائل، احکام، عبرتیں اور نصیحتیں بھی شامل کردی ہیں۔

امام رازی اپنی تفسیر "مفاتیح الغیب" میں تصریف آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" والمراد من تصریف الآیات ایرادھا علی الوجوہ المختلفة المتکاثرة بحیث یکون کل واحد منھا یقوی ماقبلہ فی الایصال الی المطلوب۔"(12)

"تصریف آیات سے مراد ہے آیتوں کو مختلف طریقوں اور اسلوبوں سے اس طرح بدل بدل کرلانا کہ ان میں سے ہر ایک آیت اپنے مقصد اور مفہوم کو واضح کرنے کے لیے دوسری آیت کے لیے تقویت کا سبب بنے۔"

اس طرح امام رازی نے قرآن کے مضامین کئی طریقوں اور اسالیب سے بیان کرنے کو تصریف آیات کا نام دیا ہے۔ انہوں نے تصریف آیات کی اصطلاح کو زیادہ واضح الفاظ میں بیان کیا ہے جس سے دوسری آیات کا مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

فتح القدیر میں امام شوکانی رقم طراز ہیں:

"﴿وصرفنا الآیات﴾ ای بیننا الحجج ونوعناھا۔" (13)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے کا مطلب ہے کہ ہم نے دلائل کو مختلف اقسام کے ساتھ آیات میں واضح کیا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ امام شوکانی کی رائے میں تصریفِ آیات کی اصطلاح میں دلائل کے علاوہ مضامین کا تنوع بھی شامل ہوتا ہے۔ اور ایک لحاظ سے انہوں نے تنوع کو اس کا مترادف قرار دیا ہے۔

صفوۃ التفاسیر میں اس اصطلاح کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

" وصرفنا الآیات: ای وکررنا الحجج والدلالات والمواعظ، والبینات، اوضحناھا وبیناھا لھم۔" (14)

"اور ہم نے تصریف آیات کی ہے، سے مراد یہ ہے کہ ہم نے دلائل وبراہین، مواعظ اور روشن نشانیوں کے ساتھ آیتوں کو بار بار بیان کرکے واضح کیا ہے۔"

چنانچہ محمد علی صابونی نے تصریفِ آیات کی وضاحت میں بہت سے پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے جس میں قرآن مجید کے دلائل، مواعظ اور احکامات بھی شامل ہیں۔

تفسیر ایسر التفاسیر للجزائری میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وصرفنا الآیات: ای کررنا الحجج وضربنا الامثال ونوعنا الاسالیب۔" (15)

"اور ہم نے تصر یف آیات کی ہے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مختلف دلائل، مثالوں اور اسالیب سے آیتوں کو بار بار بیان کیا ہے۔"

امام جزائر ی نے تصریفِ آیات کے مشمولات میں امثال اور اسالیب کو بھی شامل کر لیا ہے۔

تفسیر سمعانی میں مصنف السمعانی ابو المظفر نے تصریف آیات کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"﴿ولقد صرفنا فی هذا القرآن﴾ فيه قولان: احدهما: تکریر الامر والنهی، والمواعظ والقصص، والآخر: تبيين القول بجميع جهالته۔"(16)

"(اور ہم نے اس قرآن میں تصر یف کی ہے) قرآن میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے مراد ہے امر، نہی، مواعظ اور قصص کو بار بار دہرانا۔ دوسرے قول کے مطابق اس سے مراد ہے کلام کو ہر طریقے اور اسلوب سے بیان کرنا۔"

مصنف نے تصر یفِ آیات کی تفسیر کے بارے میں دو اقوال بیا ن کیے ہیں۔ پہلے قول کے مطابق اس میں امر و نہی، مواعظ و قصص کا اعادہ شامل ہے۔ دوسرے قول کے مطابق قرآن پاک میں ہر قسم کے مضامین کو واضح کرنے کے لیے تصریفِ آیات کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

محمد طاہر بن عاشور نے کتاب التحر یر والتنویر میں اس بارے میں لکھا ہے کہ:

"وتصریف الآیات: اختلاف انواعها بان تاتی مرة بحجج من مشاهدات فی السموات والارض، واخری بحجج من دلائل فی نفوس الناس، ومرة بحجج من احوال الامم الخالية التی انشاها الله۔"(17)

"اور تصریف آیات کا مطلب ہے کسی مضمون کو الگ الگ آیتوں میں مختلف انداز اور اقسام سے بیان کرنا۔ کہیں آفاق کے مشاہدات سے استدلال کرنا، کہیں نفس انسانی کے حوالے سے دلائل دینا اور کبھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی گزشتہ اقوام کے حالات وواقعات سے دلائل مہیا کرنا۔"

اس طرح ابن عاشور نے تصر یفِ آیات کے جملہ مضامین کے علاوہ ان میں مظاہرِ فطرت کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

تصر یف آیات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی "مباد ی تدبر قرآن" میں لکھتے ہیں:

"تیسیر کا ایک نہایت اہم پہلو ایک ہی بات کو مختلف طریقوں اور پہلوؤں سے کہنا ہے تاکہ وہ بات اچھی طرح مخاطب کے ذہن نشین ہو جائے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں اس چیز کو 'تصریف آیات' کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس چیز کا ایک سے زیادہ مقامات میں ذکر فرمایا ہے۔۔۔ تصریفِ آیات کا مطلب قرآن کے تدبر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک ہی بات مختلف اسلوبوں اور مختلف دلیلوں سے بیان ہوتی ہے اور ایک ہی حقیقت کو اس کے مختلف پہلوؤں سے واضح کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ آیاتِ قرآن کے لیے تصریف ریاح سے لیا گیا ہے۔ تصریف ریاح کی حقیقت کیا ہے؟ ایک ہی ہوا ہے لیکن اس کے تصرفات کی گوناگونی کی کوئی حد نہیں۔ وہ رحمت بھی ہے اور نعمت بھی۔ کبھی آہستہ چلتی ہے اور چمن میں پھولوں کو کھلاتی ہے اور کھیتوں میں فصلوں کو پکاتی ہے۔ کبھی سموم بن کر نمودار ہوتی ہے اور چمنستانوں اور باغوں کو دشت وصحرا بنا کر چھوڑ دیتی ہے۔ کبھی بادلوں کو اپنے کندھے پر لاد کر لاتی ہے جو تمام زمین کو جل تھل کر دیتے ہیں، کبھی ان کو ہنکا کر لے جاتی ہے اور ان کو ہنکا کر لے جانے ہی میں زمین والوں کے لیے خیر وبرکت ہوتی ہے۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک اور پھر سال کے مختلف مہینوں میں نہ جانے وہ کتنے بھیس بدلتی ہے اور اس کا ہر بھیس اس کائنات کی زندگی اور نشوونما کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ وہ کبھی گرم ہوتی ہے، کبھی سرد، کبھی خشک ہوتی ہے، کبھی تر، کبھی آندھی اور طوفان کی ہولناکی بن کر نمودار ہوتی ہے، کبھی نسیم صبح کی جاں نوازی اور عطر بیزی بن کر۔ اللہ تعالیٰ نے اس تصریفِ ریاح کا مختلف مقامات میں ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ الذاریات اور مرسلات میں اس کے عجائب تصرفات کی قسم بھی کھائی ہے۔

بعینہ یہی حال قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا ہے۔ بعض اوقات ایک ہی آیت اتنے گوناگوں پہلو رکھتی ہے کہ ان سب کا احاطہ ناممکن ہوتا ہے اور ایک ہی مضمون اتنی مختلف شکلوں میں نمودار ہوتا ہے کہ اس کا شمار کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی بات کو قرآن مجید تصریفِ آیات کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے۔"(18)

مذکورہ بالا مفسرین کے اقوال میں بظاہر کچھ اختلاف سا محسوس ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں وہے بلکہ ہر ایک کی توجیہ وتفسیر ایک دوسرے کی تعریف کو مکمل کرتی نظر آتی ہے۔ مفسرین کرام کی مختلف توضیحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تصریفِ آیات سے مراد قرآن مجید کا کسی ایک موضوع یا معنی کو متنوع اسالیب سے پیش کرنا ہے۔ وہ مختلف موضوعات توحید ورسالت، بعث وجزائے اعمال،

قصص وامثال، وعظ وعید وغیرہ ہیں۔ تصریفِ آیات میں مضمون کو مختلف انداز اور گوناگوں طریقوں سے پیش کیا جاتا ہے تاکہ تفہیم وتذکیر کا مقصد پورا ہوسکے اور مکرر کلام میں بھی تنوع، تازگی اور رنگارنگی پیدا ہوجائے۔

## قرآن پر تکرارِ محض کے نام سے اعتراض کا علمی جائزہ:

بعض غیر مسلموں نے قرآن مجید کے بارے میں اعتراض کیا ہے کہ اس میں تکرار پایا جاتا ہے۔ کبھی ایک ہی مضمون کو کئی مقامات پر دہرایا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک ہی تاریخی واقعہ دس جگہوں پر مذکور ہوا ہے اور اسی طرح ایک ہی آیت کئی بار آتی ہے جس سے طبیعت میں انقباض محسوس ہوتا ہے۔ کسی بھی عمدہ کلام میں تکرار عیب سمجھا جاتا ہے اور وہ فصاحت وبلاغت کے خلاف ہے۔ اور چونکہ قرآن میں تکرار پایا جاتا ہے، اس لیے یہ اللہ کا کلام نہیں ہوسکتا کیونکہ کلام الٰہی کو ہر قسم کے نقص سے پاک ہونا چاہیے اور فصیح وبلغا ہونا چاہیے۔

اس سلسلے میں Bouquet نے لکھا ہے:

"As a book it is formless, full of repetitions, sometimes terse, more often rambling and prolix." (19)

"یعنی یہ (قرآن) کتاب کی حیثیت سے بالکل بے ترتیب وربط ہے، تکرار سے بھری ہوئی ہے، کبھی مختصر، کبھی مضمون یونہی گھومتے گھومتے طوالت اختیار کرلیتا ہے۔"

Bose نے اپنی کتاب "Mohammedanism" میں تحریر کیا ہے:

"I find one great defect in the composition of the Koran, There are many repetitions of the same matter in it. Like Heavenly joys and Hell fire and mentioned in Hundred times." (20)

"یعنی میں نے قرآن میں ایک بڑا نقص یہ پایا ہے کہ اس میں ایک ہی مضمون کی بہت تکرار ہے۔ جیسے جنت کی خوشیاں اور جہنم کی آگ کا سینکڑوں دفعہ ذکر ہے۔"

جو لوگ قرآن پر تکرار کا اعتراض کرتے ہیں، انہوں نے محض ترجموں کے ذریعے اس کا سطحی مطالعہ کیا ہے۔ اور یہ ان کی کوتاہ فہمی، کم اندیشی اور غلط بینی ہے۔ ذیل میں ہم اس بے بنیاد اعتراض کا جائزہ لیں گے۔

تکرار کے ضمن میں سب سے پہلے یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بعض اہلِ علم تو یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن حکیم میں تکرار پایا جاتا ہے۔

ابو زہرۃ 'المعجزۃ الکبریٰ القرآن' میں رقم راز ہیں:

"قد نجد فی القرآن تکرارا، وھو من تصریف البیان۔"(21)

"ہم قرآن میں تکرار پاتے ہیں مگر حقیقت میں وہ تکرار نہیں بلکہ تصریف آیات ہے۔"

خطیب اسکافی نے بھی قرآن میں تکرار کی نفی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اذا اعید الکلام لاسباب مختلفۃ لم یسم التکرار۔" (22)

"جب کسی ایک ہی کلام کو کئی مختلف مقاصد کے لیے لایا جائے تو اسے تکرار نہیں کہا جا سکتا۔"

الدکتور خالد ی بھی قرآن میں تکرار کے قائل نہیں ہیں۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

"ولذلک نقول: لا تکرار فی القرآن۔" (23)

"اسی وجہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن میں تکرار نہیں ہے۔"

اسی طرح الواضح فی علوم القرآن میں ہے:

"ان التکرار فی القرآن لیس تکرار مطلقا۔" (24)

"قرآن میں تکرار مطلق (علی الاطلاق) تکرار نہیں ہے۔"

ڈاکٹر محمود احمد غاز ی نے بھی قرآن میں تکرار کی نفی کی ہے۔ 'محاضراتِ قرآنی' میں ہے:

"قرآن مجید کا ایک اور اسلوب جس سے قرآن مجید کا ہر قار ی مانوس ہے، وہ تصر یف آیات ہے، کذلک نصرف الآیات --- یعنی اس طرح ہم ان آ یات کو پھیر پھیر کر بیا ن کرتے ہیں تا کہ لوگ سمجھیں یہاں یہ واضح رہے کہ تصر یف کے معنی تکرار کے نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں تکرار نہیں ہے بلکہ تصریفِ آیات ہے۔ تصریفِ آیات ایک مضمون کو پھیر پھیر کر نئے نئے انداز میں بیا ن کیے جانے کا نام ہے۔" (25)

سورۃ رحمان میں 'فبای آلا ربکما تکذبان' والی آیت بار بار آئی ہے اور یہ ظاہر میں تکرار ہی نظر آتا ہے۔ امام باقلانی اپنی کتاب 'الانتصار للقرآن' میں لکھتے ہیں:

"اما تکرار سورۃ الرحمان : فبای آلاء ربکما تکذبان، فانہ ایضا لیس بتکرار، لانہ عدد لھم ضروبا من الانعام مختلفۃ۔" (26)

"جہاں تک سورۃ الرحمان میں آیت 'فبای آلاء ربکما تکذبان' کا معاملہ ہے تو وہ بھی تکرار نہیں ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی قسم کی نعمتوں کا الگ الگ سے ذکر کیا ہے۔"

پھر جو اہل علم قرآن میں تکرار کے قائل ہوئے ہیں وہ پہلے تکرار کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ایک تکرار محمود اور دوسری تکرار مذموم اور پھر قرآن میں تکرار کو تکرار محمود قرار دیتے ہیں اور اسے تکرار مذموم سے پاک اور منزہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب بیان اعجاز القرآن میں لکھا ہے کہ: امام خطابی رقم طراز ہیں:

"واما ما عابوہ من التکرار، فان تکرار الکلام علی ضربین :احدھما : مذموم : وھو ما کان مستغنی عنہ غیر مستفاد بہ زیادۃ معنی لم یستفیدوہ بالکلام الاول لانہ حینئذ یکون فضلا من القول ولغوا، ولیس فی القرآن شیء من ھذا النوع۔" (27)

"جو لوگ کلام میں تکرار کو عیب قرار دیتے ہیں تو وہ یہ نہیں سمجھتے کہ کلام میں تکرار دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تکرار مذموم ہوتا ہے جس کی کلام میں نہ کوئی ضرورت ہوتی ہے اور نہ کوئی فائدہ، اور نہ اس سے پہلے کلام کے معنی و مفہوم میں کچھ اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح کا تکرار فضول اور لایعنی ہوتا ہے اور تکرار کی یہ قسم قرآن مجید میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔"

ابوزھرۃ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

"ما یتوھم فیہ التکرار انما ھو تجدید المعنی لغایۃ اخری ومقصد آخر، انما التکرار المردود یکون فیما لو حذف المتوھم تکرارہ ما نقصت الغایۃ، وما اختل بیان المقصد، وتکرار القرآن لیس علی ھذا بل ھو تکمیل لا بد منہ، وتتمیم لا یسغنی عنہ۔" (28)

"قرآن میں تکرار کا جو وہم ہوتا ہے وہ اصل میں تکرار نہیں ہے بلکہ وہ کسی خاص مقصد و غایت کے لیے نئے معنی کا اضافہ ہوتا ہے۔ تکرارِ مردود وہ ہے جسے اگر عبارت سے حذف بھی کر دیا جائے تو معنی میں کوئی فرق نہیں پڑے اور کلام کا مقصود بھی مجروح نہ ہو، جب کہ قرآن میں ایسے تکرار مردود کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔ قرآن میں جس طرح تکرار ہے وہ کلام کے مقصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہے اور اس کے بغیر مضمون کا مفہوم نا تمام رہتا ہے۔"

احکام القرآن للجصاص میں ہے کہ:

"یصح تکرار المعنی الواحد بلفظین مختلفین فی خطاب واحد، ولا یصح مثلہ، بلفظ واحد-" (29)

"کسی خطاب اور کلام میں ایک ہی معنی کے تکرار کے لیے دو مختلف الفاظ کا استعمال ہوتا ہے مگر ایک ہی معنی کے لیے کسی ایک لفظ کو دوبارہ لانا درست نہیں ہوتا-"

گویا تکرار محمود یہ ہے کہ ایک ہی معنی کے لیے دو مختلف الفاظ لائے جائیں۔

الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں بیان کیا گیا ہے:

"ان المطالب التی تکررت جاءت کل مرة بعبارة طریة جدیدة واسلوب جدید حتی یکون لہ وقع اکثر فی النفوس وامتع للاذھان والعقول، فلو کان التکرار مع اتحاد الافاظ والعبارات لکان شیئا من حقہ ان یکرر ویردو فحسب ولکنہ مع اختلاف التعابیر وتنوع الاسالیب مدعاة للتفکیر وخوض العقل واستجماع الخاطر-" (30)

"قرآن میں مضامین کی تکرار کے باوجود ہر مضمون کو نئے الفاظ اور نئے اسلوب سے بیان کیا گیا ہے تاکہ اس کی دل نشینی اور لطف آفرینی میں اضافہ ہو اور طبیعت میں اکتاہٹ پیدا نہ ہو۔ اگر ایک جیسے الفاظ یا عبارت کو دہرا دیا جاتا تو اس تکرار کا اثر ختم ہو جاتا۔ لیکن ایک ہی مضمون ہر بار نئے انداز اور جدید اسلوب کے ساتھ آنے سے ذہن اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس پر غور و فکر کرتا ہے۔ اس طرح وہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے-"

امام زرکشی اپنی کتاب 'البرھان' میں تکرار محمود پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قد غلط من انکر کونہ من اسالیب الفصاحة، ظنا انہ لا فائدة لہ، ولیس کذلک، بل ھو من محاسنھا-" (31)

"جو شخص تکرار کو بے فائدہ شے سمجھ کر اسے فصاحت کا ایک اسلوب نہیں مانتا وہ غلطی پر ہے کیونکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ تکرار ایسی چیز ہے جو فصاحت کے محاسن اور خوبیوں میں سے ایک ہے-"

امام غزالی 'جواھر القرآن' میں لکھتے ہیں:

"والمقصود انہ لا مکرر فی القرآن، فان رءیت شیئا مکررا من حیث الظاھر، فانظر فی سوابقہ ولواحقہ، لینکشف لک مزید الفائدة فی اعادتہ-" (32)

"مقصد یہ ہے کہ قرآن میں کوئی مکرر لفظ یا تکرار نہیں ہے۔ اگر تجھے بظاہر کوئی مکرر چیز نظر آتی ہے تو اگر اس کے سیاق وسباق پر غور کرے تو تجھ پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اس تکرار میں کوئی نہ کوئی مزید فائدہ مضمر ہے۔"

ابن تیمیہ 'تکرار' کے بارے میں 'مجموع الفتاوی' میں رقم طراز ہیں:

"ولیس فی القرآن تکرار محض، بل لابد من فوائد فی کل خطاب۔"(33)

"قرآن میں تکرار محض نہیں ہے۔ بلکہ ایسا خطاب اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتا ہے۔"

امام ابن تیمیہ کی رائے کے مطابق تکرار محض ا یسا تکرار ہے جو مذموم ہو۔ اور قرآن میں ایسا تکرار نہیں پایا جاتا۔

محمد قطب اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"فاننا لا نجد فیہ تکرارا حقیقاً بالمعنی المفہوم من اللفظ، انما نجد ظاہرۃ ا خری فی الحقیقۃ تستحق منا النظر من حیث ھی جمال النفی فی التعبیر، ومن حیث ہی لون من التاثیر الوجدانی فرید۔" (34)

"قرآن میں ایسا تکرار نہیں پایا جاتا جو کسی جگہ ایک ہی معنی کے لیے کئی الفاظ استعمال کیے گئے ہوں۔ بلکہ جسے ظاہری طور پر تکرار سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں تعبیر کا فنی جمال ہے اور وہ بے مثال وجدانی اثر کا رنگ ہے۔"

گو یا محمد قطب کے نزدیک قرآن میں تکرار محض نہیں پایا جاتا بلکہ اس میں جسے سطح بیں نگاہیں تکرار کہتی ہیں وہ اصل میں پر تاثیر الفاظ ہیں جو کلام میں حسن پیدا کرتے ہیں۔

عربی زبان وادب میں الفاظ کا تکرار بعض مواقع پر فصاحت وبلاغت کہلاتا ہے جو کہ کلام کا عیب نہیں ہوتا بلکہ اس کی خوبی ہوتی ہے۔ عربی نظم ونثر میں اس کی مثالیں عام ہیں۔ جیسا کہ تکرار محمود کی ایک مثال عربی زبان کا یہ مصرع ہے جسے بہت سے اہلِ عالم مثلاً ابن قتبہ اور باقلانی نے نقل کیا ہے:

کم نعمۃ کانت لکم، کم کم کم وکم

"تمہارے لیے کتنی ہی نعمتیں تھیں، کتنی ہی، کتنی ہی، کتنی ہی۔"

اس مصرع میں کم (کتنی ہی) کا لفظ چار بار آ یا ہے مگر یہ تکرارِ محمود کے ذیل میں آتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا لسانی عیب نہیں پایا جاتا۔

اسی طرح عربی شاعر کا یہ مصرع بھی ہے:

اذا قل مال المرء قل صدیقہ

"جب آدمی کا مال کم ہو جائے تو اس کے دوست بھی کم ہو جاتے ہیں۔"

اس مصرعے میں قل (کم ہونا) کا لفظ دوبار آیا ہے مگر یہ تکرار محمود ہے کیونکہ دونوں جگہ یہ لفظ اپنے مختلف معنوں میں آیا ہے۔

عربی زبان کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی الفاظ کے تکرار کا اسلوب مستعمل ہے اور اسے کلام کی خوبی سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ فارسی زبان کا ایک مشہور شعر ہے:

گر تو می خواہی کہ باشی خوش نویس

می نویس و می نویس و می نویس

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں 'می نویس' تین بار تکرار کے ساتھ آیا ہے جو تاکید اور حصر کا فائدہ دیتا ہے اور اس میں فصاحت و بلاغت پائی جاتی ہے۔

علامہ اقبال کا ایک شعر ہے:

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر

کارِ جہاں بے ثبات، کارِ جہاں بے ثبات

یہ شعر اقبالؒ کی آخری زمانے کی کہی ہوئی نظم 'مسجد قرطبہ' میں سے لیا گیا ہے اور اس کے دوسرے مصرعے میں کارِ جہاں بے ثبات کو تکرار کے ساتھ دوبار لایا گیا ہے تاکہ کلام میں تاکید، زور اور حصر پیدا ہو جائے کہ انسان اور اس کے ہنر و فن کے کمالات سب عارضی اور فانی ہیں۔ اسی طرح جگر مرادآبادی کا ایک مشہور شعر ہے۔

لاکھ ستارے ہر طرف، ظلمت شب جہاں جہاں

ایک طلوعِ آفتاب، دشت و چمن سحر سحر

انسانی کلام اور کلامِ الٰہی میں ایک فرق یہ ہے کہ انسان کا کلام خطا سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ بعض اوقات تکرار محض سے کام لیتا ہے جو دوسروں کو نہایت ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں 'تاویل مشکل القرآن' میں آئی ہیں۔ مثلاً عطشان نطشان، حسن بسن اور شیطان لیطان کہنا۔

عطشان کا مطلب پیا سا ہے لیکن اس کے ساتھ نطشان بے معنی لفظ ہے۔ اسی طرح بسن اور ل یطان بھی مہمل الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کا کوئی مقصد نہیں، لہذا یہ تکرارِ مذموم ہے۔

قرآن جو کہ کلامِ الٰہی ہے، تکرار مذموم سے بالکل پاک اور منزہ ہے اور اس میں کوئی لفظ غیر ضروری اور بے محل و مقصد استعمال نہیں ہوا اور یہی اس کا معجزہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کے مضامین کی تصریف کو عام طور پر تکرار کا نام دیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں تصریفِ آیات کی اصطلاح کو چھوڑ کر اس اسلوب کے لیے تکرار کی اصطلاح وضع کرنا ہی مناسب نہ تھا کیونکہ اسی وضعی اصطلاح کے نتیجے میں مخالفین اور بے دین لوگوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ تکرار کے عمومی مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن حکیم میں تکرار پائے جانے کا اعتراض کر سکیں اور وہ اس کے وحی ہونے کا انکار کر دیں۔ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جس میں کسی عیب کا پایا جانا ناممکن ہے لہذا جو لوگ قرآن میں تکرار دیکھتے ہیں تو یہ دراصل ان کی سطح بینی اور کم نگاہی ہے۔ قرآن مجید کے مضامین میں جو بظاہر تکرار نظر آتا ہے، وہ دراصل تصر یف کے اسالیب کے ضمن میں آتا ہے۔ علاوہ از یں خود قرآن حکیم ،ن‌ک اس کے لیے تصیفِ آیات کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے، اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ تکرار کی اصطلا ح استعمال نہ کریں بلکہ قرآنی اصطلاح کو برقرار رکھتے ہوئے مضامین کی اس رنگا رنگی کو تصر یف قرار دیں۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تصر یفِ آیات کی اصطلاح کے بعد ان غیر مسلموں کی زبانیں بھی بند ہو سکتی ہیں جنہوں نے تکرار کو عیب بنا کر قرآن پاک پر بے جا اعتراض کیا ہے۔

**تصریف آیات کی اقسام مع امثلہ:**

کتاب 'المعجزۃ الکبریٰ القرآن' میں تصریفِ آیات کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں:

"ان التصریف فی القرآن علی ضربین : احدھما فی المعانی، وثانیھما : فی الالفاظ والاسالیب۔" (35)

" قرآن میں دو طرح کی تصریف پائی جاتی ہے۔ ایک معانی میں تصریف اور دوسری الفاظ اور اسالیب میں تصریف۔"

لہذا تصر یفِ آیات کو تصریفِ لفظی اور تصریفِ معنوی میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔

**ا۔ تصر یفِ لفظی:**

تصریف لفظی قرآن حکیم کا وہ اسلوبِ بیان ہے جس میں ایک جیسے الفاظ کو بار بار لایا جاتا ہے۔ ان الفاظ کو دوبارہ لانے کا مقصد کسی خاص معنویت کو مختلف پیرائے اظہار اور سیاق وسباق کے ساتھ بیان کرنا ہوتا ہے۔

**تصریف لفظی کی بعض صورتیں:**

تصریف لفظی کی کئی صورتیں ہیں، جن کی وضاحت امثال کے ذریعے ذیل میں کی جائے گی۔

**صورتِ اول:**

تصریف لفظی کی اول صورت یہ ہے کہ ایک ہی آیت کو کسی دوسرے مقام پر دوبارہ لایا جاتا ہے۔ جیسا کہ سورۃ المرسلات میں ویل یومئذ للمکذبین کی آیت کو کئی بار دہرایا گیا ہے۔

اس کے بارے میں امام باقلانی اپنی کتاب 'الانتصار للقرآن' میں قلمبند کرتے ہیں:

"فاما قولہ تعالیٰ فی المرسلات: ﴿ویل یومئذ للمکذبین﴾ فھو: انہ ذکر فیھا، تعالیٰ امراً بعد امر من خلقھم واھل اکفر والطغیان من عبادہ خلقھم بسلفھم ثم قال عقیب کل شیء یذکرہ من ذلک فویل یومئذ للمکذبین بھذا الشیء الاول، الذی ذکرتہ، ثم ویل یومئذ للمکذبین بالشیء الثانی الذی ذکرتہ، فالویل الثانی غیر الویل الاول وربما کان لغیر من لہ الویل الاول کان: المکذب بالویل الاول مما ذکرہ غیر المکذب الثانی۔" (36)

"سورۃ مرسلات میں جو اس آیت کو بار بار دہرایا گیا ہے کہ 'ویل یومئذ للمکذبین' تو یہ ہر بار کسی نئی بات یا نئے مضمون کے بعد آئی ہے۔ کہیں انسانوں کی تخلیق اور کہیں کفار کے کفر و سرکشی کا مضمون بیان کرنے کے بعد یہ آیت وارد ہوئی ہے۔ اس طرح ہر مضمون کے لیے الگ الگ آیت کا مفہوم ہے۔ کبھی کسی گذشتہ بات کے لیے اور کبھی آئندہ بات کے لیے یہ آیت دلالت کرتی ہے۔"

**صورتِ دوم:**

تصریف لفظی کی دوسری صورت یہ ہے کہ قرآن میں ایک ہی آیت دوسری جگہ کچھ الفاظ کی کمی بیشی یا معمولی تبدیلی یا تقدیم وتاخیر کے ساتھ آتی ہے۔ مثلاً سورۃ القیامۃ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۙ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ؕ" (37)

"ہلاکت ہے تیرے لیے پھر ہلاکت۔ ہاں ہلاکت ہے تیرے لیے پھر ہلاکت۔"

اس مثال میں دوسری آیت میں 'ثم' کے لفظ کا اضافہ ہے۔ اور یہ بظاہر میں تکرار نظر آتا ہے مگر حقیقت میں یہ تصریفِ آیات ہے۔

خطیب اسکافی اس بارے رقم طراز ہیں:

"فالاول یراد بہ الھلاک فی الدنیا، والثانی بعدہ یراد بہ الھلاک فی الآخرۃ" (38)

"اس میں پہلی ہلاکت کا تعلق دنیا کی زندگی ہے اور دوسری ہلاکت آخرت سے متعلق ہے۔"

**صورتِ سوم:**

تصریفِ لفظی کی تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آیت کے ٹکڑے پر مشتمل الفاظ کسی دوسری آیت میں بھی بالکل اسی طرح یا معمولی تبدیلی کے ساتھ مستعمل ہوتے ہیں۔

جیسے سورۃ الذاریات میں فرمانِ الٰہی ہے:

" فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ " (39)

"پس دوڑو اللہ کی طرف، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبر دار کرنے والا ہوں۔"

اس کی اگلی آیت میں پھر فرمایا گیا:

" وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ " (40)

"اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود، میں تمہارے لیے اس کی طرف سے صاف صاف خبر دار کرنے والا ہوں۔"

ان دونوں آیات میں 'اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ' دوبار آیا ہے اور اسے بظاہر تکرار سمجھا جا سکتا ہے لیکن خطیب اسکافی نے اس کی وضاحت میں لکھا ہے:

"فالنذارۃ الاولی متعلقۃ بترک الطاعۃ الی المعصیۃ، والثانیۃ متعلقۃ بالشرک الذی ھو اعظم المعاصی، واذا کانت متعلقۃ بغیر ما تعلقت بہ الاول لم یکن ذلک تکرارا" (41)

"پہلا ڈراوا اطاعت نہ کرنے اور گناہ کرنے سے متعلق ہے۔ دوسرے ڈراوے کا تعلق شرک سے ہے جو کہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ پھر جب ہر ڈراوے کا تعلق دو مختلف اشیاء سے ہے تو ان میں تکرار باقی نہ رہا۔"

گو یا 'اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ' کی عبارت دونوں مرتبہ مختلف مضامین کے اظہار کے لیے آئی ہے لہذا یہ تکرار نہیں ہے۔

**صورتِ چہارم:**

اس صورت میں آیت کے اندر الفاظ کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ کبھی بعینہ اسی لفظ کو آیت میں دوبارہ لایا جاتا ہے اور کبھی صیغے کی تبدیلی کے ساتھ آتا ہے۔

جیسے اسورۃ آلِ عمران میں اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

" شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الۡعِلۡمِ قَآئِمًا ۢ بِالۡقِسۡطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ "(42)

"اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں، اور فرشتوں نے بھی اور اہلِ علم نے بھی راستی اور انصاف کے ساتھ یہی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ وہی زبردست ہے، حکمت والا ہے۔"

اس آیت میں 'لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ' دوبار آیا ہے۔ اس کو دوبارہ لانے کی حکمت کی نشاندہی کرتے ہوئے زین الدین ابو عبداللہ نے لکھا ہے۔

"الاول قول اللہ تعالی والثانی حکایۃ قول الملائکۃ واولی العلم۔" (43)

"اس میں پہلی عبارت کا تعلق اللہ تعالیٰ کے قول سے ہے اور دوسری عبارت فرشتوں اور اہلِ علم کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔"

**ب۔ تصریفِ معنوی:**

تصریفِ معنوی وہ اسلوبِ بیان ہے جس میں قرآن اپنے خاص موضوع کو مختلف پیرائیہ اظہار و الفاظ کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ اس سے مقصود موضوع کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کی یاددہانی اور قلوب میں اس کو راسخ کرنا ہوتا ہے۔

**تصریفِ معنوی کی چند صورتیں:**

**صورتِ اول:**

اس میں ایک ہی مضمون کو مختلف الفاظ و اسالیب کے ساتھ موقع و محل کی مناسبت سے بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً توحید الوہیت کے اثبات میں قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (44)

"اور میں نے جن اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔"

اسی مضمون کو سورۃ طٰہٰ میں مختلف الفاظ کے ساتھ یوں بیان کیا گیا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

"إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي" (45)

"بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اللہ نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔"

ان دونوں آیات میں توحید ہی کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے لیکن الفاظ اور اسلوب میں فرق نمایاں ہے۔

**صورتِ دوم:**

اس صورت میں ایک ہی مضمون کو مختلف آیات میں بیان کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں وارد ہونے والے الفاظ میں کسی حد تک مناسبت پائی جاتی ہے یعنی مضمون ایک ہی رہتا ہے لیکن الفاظ ملتے جلتے استعمال کیے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر سورۃ الانعام میں فرمانِ الٰہی ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ" (46)

"اور اپنی اولاد کو مفلسی سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی۔"

سورۃ الاسراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ" (47)

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی روزی دیں گے اور تم کو بھی۔"

ان آیات کے بارے میں 'درۃ التنزیل وغرۃ التاویل' میں ہے:

"فاما قوله في سورة الانعام: ﴿نحن نرزقكم واياهم﴾ فلان قبله: ﴿ولا تقتلوا اولادكم من املاق﴾ اى: من اجل املاق وانقطاع مال وزاد، وهذا نهى عن قتلهم مع فقرهم وخوفهم على انفسهم اذا لزمتهم مؤونة غيرهم، فكانه قال: الذى يدعوكم اليه من حالكم في انفسكم ثم في غيركم لا يجب ان تشفقوا منه فاني ارزقكم واياهم۔

واما الآیۃ الثانیۃ فانہ قال فیھا : ﴿خشیۃ املاق﴾ والاملاق غیر واقع، فکانہ قال : خوف الفقر علی الا ولاد، وکان عقب ھذا ازالۃ الخوف عنھم، ثم عن القاتلین، ای : لا تقتلوھم لما تخشون علیھم من الفقر، فاللہ یرزقھم وایاکم، فقدم فی کل موضع من الموضعین ما اقتضی تقدیمہ، واخر ما اقتضی الموضع تاخیرہ واللہ اعلم۔(48)

"سورۃ الانعام میں جو یہ آیا ہے کہ نحن نرزقکم وایاھم تو اس سے پہلے کے الفاظ یہ ہیں: ولا تقتلوا اولادکم من املاق۔ گویا مفلسی یا مال ورزق کی کمی سے ان کو قتل نہ کرو۔ اس طرح یہ نہی کا حکم خود والدین کے فقر وفاقہ اور اندیشہ سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی موجودہ غربت کی حالت کے سبب سے ان کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ اب بھی میں ہی تمہیں بھی اور ان کو بھی روزی دیتا ہوں۔

دوسری آیت میں 'خشیۃ املاق' کے الفاظ آئے ہیں جس سے مراد مستقبل کا موہوم خطرہ ہے کہ کہیں بعد میں غربت اور مفلسی کی حالت پیدا نہ ہو۔ اس لیے آئندہ کے اندیشے کی خاطر اولاد کو قتل نہ کرو کہ اللہ ان کو بھی روزی دے گا اور تم کو بھی۔ اس سے صاف واضح ہے کہ دونوں مقامات پر مضمون کا تقاضا الگ الگ ہونے کی وجہ سے الفاظ میں کمی بیشی رکھی گئی ہے۔"

اوپر کی تفصیلی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں مضامین کا جو بظاہر تکرار نظر آتا ہے وہ اصل میں تصریفِ آیات ہے جس کا مقصد قرآن کے مختلف موضوعات جیسے عقائد، قصص وامثال، احکام اور وعد و وعید وغیرہ کو مختلف اور متنوع اسالیب میں پیش کرنا ہے تا کہ ہر ذہنی سطح کا انسان اسے سمجھ کر ہدایت حاصل کر سکے۔

## حوالہ جات وحواشی


1. راغب الاصفہانی ،المفردات فی غریب القرآن، دارالقلم، الدارالشامیۃ، دمشق، بیروت، 1412ھ، ص:482
2. ایضاً
3. ابن منظور، افریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، مادہ: ص ر ف۔
4. رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب ، داراحیاء، التراث العربی ، بیروت، 1420ھ، ج: 20، ص:345

5. الباقلانی، ابو بکر، محمد بن طیب ، اعجاز القرآن، المحقق، السید احمد صقر، دارالمعارف، مصر، 1997ء، ج:1، ص: 272

6. السلجماسی، محمد قاسم، المنزع البدیع فی تجنیس اسالیب البدیع، تحقیق: علال الغازی، مکتبۃ المعارف، 1401ھ، ص:499-500

7. شوکانی، محمد بن علی، الفتح القدیر، دارابن کثیر ، دارالکلم الطیب ، بیروت، 1414ھ، ج: 2، ص:134

8. ابو حفص سراج الدین عمر، الدمشقی النعمانی ، اللباب فی علوم القرآن، المحقق: عادل احمد عبدالموجود، شیخ وعلی محمد معوض، شیخ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1419ھ، ج:12

9. اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2009ء، ج:4، ص:507

10. طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر الطبری)، محقق: احمد محمد شاکر، موسسۃ الرسالۃ، 1420ھ، ج:22، ص:132۔

11. ثعلبی، احمد بن محمد، ابو اسحاق، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (تفسیر الثعلبی)، محقق: الامام ابی محمد بن عاشور، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1422ھ، ج:9، ص:18۔

12. رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب ، داراحیاء التراث العربی ، بیروت، 1420ھ، ج: 12، ص:536۔

13. شوکانی، محمد بن علی ، فتح القدیر، دار ابن کثیر ، دارالکلم الطیب ، دمشق، بیروت، 1414ھ، ج:5، ص:29۔

14. محمد علی الصابونی ، صفوۃ التفاسیر ، دارالصابونی للطباعۃ والنشر والتوزیع، القاہرۃ، 1417ھ، ج:3، ص:186۔

15. الجزائری، جابر بن موسی ، ایسر التفاسیر لکلام العلی الکبیر ، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، 1418ھ، ج:5، ص:62۔

16. السمعانی، ابوالمظفر، منصور بن محمد، تفسیر القرآن، محقق: یاسر بن ابراہیم، غنیم بن عباس بن غنیم، دارالوطن، الریاض، 1418ھ، ج:3، ص:243۔

17. ابن عاشور، محمد طاہر، التحریر والتنویر، الدارالتونسیۃ للنشر، تونس، 1984ء، ج:7، ص:235۔

18. اصلاحی، امین احسن، مولانا، مبادی تدبر قرآن، دارالاشاعۃ الاسلامیہ ،لاہور، 1971ء، ص:127-128۔

19. Bouquet, A.C, Sacred Books of the World, Cassell and Company Ltd, London, 1962, P-280 .

20. Bose, Basanta Commar, Mohammedanism, The Book Co. Ltd. Calcutta, 1931, P-7 .

21. ابوزھرۃ، محمد بن احمد، المعجزۃ الکبریٰ القرآن، دارالفکر العربی، س۔ن، ص:119۔

22. خطیب اسکافی، ابوعبداللہ محمد، درۃ التنزیل وغرۃ التاویل، محقق: محمد مصطفیٰ آیدین، د، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ، 1422ھ، ج:1، ص:415۔

23. خالدی، صلاح عبدالفتاح، القرآن ونقض مطاعن الرھبان، دارالقلم، دمشق، 1428ھ، ج:1، ص:569۔

24. مصطفیٰ دیب، الواضح فی علوم القرآن، دارالکلم الطیب، دمشق، 1418ھ، ص:119۔

25. محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضراتِ قرآنی، الفیصل ناشران، لاہور، 2009ء، ص:335۔

26. باقلانی، محمد بن طیب ،الانتصار للقرآن، تحقیق: محمد عصام القضاۃ، د، دارالفتح، عمان، 1422ھ، ج:2، ص:807۔

27. خطابی، ابی سلیمان حمد، بیان اعجاز القرآن، محقق: محمد خلف اللہ محمد زغلول سلام، دارالمعارف، مصر، س۔ن، ص:52۔

28. ابوزھرۃ، المعجزۃ الکبریٰ القرآن، ص:139۔

29. جصاص، ابوبکر، احکام القرآن، محقق: عبدالسلام محمد علی ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، 1415ھ، ج:1، ص:195۔

30. دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، دارالصحوۃ، القاھرۃ، 1407ھ، ص:160۔

31. زرکشی، بدرالدین، البرھان فی علوم القرآن، المحقق: محمد ابوالفضل ابراہیم ، داراحیاء الکتب العربیۃ، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکائہ، 1376ھ، ج:3، ص:9۔

32. غزالی، ابوحامد محمد، جواہر القرآن، محقق: محمد رشید رضا القبانی ، دکتور، داراحیاء العلوم، بیروت، 1406ھ، ج:1، ص:68۔

33. ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس، مجموع الفتاوی، محقق: عبد الرحمن بن محمد، مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف، المدینة النبویة، 1995ء، ج:14، ص:408۔
34. محمد قطب، دراساتِ قرآنیہ، دار الشروق، ص:253۔
35. ابوزهرة، محمد بن احمد، المعجزة الکبریٰ القرآن، ص:117۔
36. باقلانی، محمد بن طیب، الانتصار للقرآن، محقق: محمد عصام القضاة، دار الفتح، عمان، 1422ھ، ج:2، ص:805۔
37. القیامة، 75: 34-35
38. خطیب اسکافی، ابو عبد اللہ محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، ج:1، ص:1312۔
39. الذاریات، 51: 50
40. الذاریات، 51: 51
41. خطیب اسکافی، ابو عبد اللہ محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، ج:1، ص:1209۔
42. آلِ عمران، 3: 18
43. زین الدین ابو عبد اللہ، انموذج جلیل فی اسئلة واجوبة عن غرائب آ ی التنزیل، محقق: عبد الرحمان بن ابراہیم، د، دار عالم الکتب، الریاض، 1413ھ، ص:41۔
44. الذاریات، 51: 56
45. طٰہٰ، 20: 14
46. الانعام، 6: 151
47. الاسراء، 17: 31
48. خطیب اسکافی، ابو عبد اللہ بن محمد، درة التنزیل وغرة التاویل، ج:2، ص:561-562۔